

مانگنے اور تکرار کرنے سے شرم آئی، اس لیے خاموشی اختیار کر لی ۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو دونوں جہان دے دیے۔ دنیوی زندگی کی شادمانیاں اور کامرانیاں بھی عطا کی، اُخروی زندگی کی نعمتیں بھی بخشیں اور انھیں انسان کے لیے خوشی کا سامان قرار دیا۔ انسان ان پر قناعت نہیں کر سکتا تھا، دل سے خوش نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ یہ نعمتیں ذات سے جدائی قبول کرنے کی صورت میں مل رہی تھیں، لیکن یہاں یہ شرم دامنگیر ہوئی کہ اب عطا کرنے والے سے تکرار کیا کریں۔ کیا کہیں کہ ہمیں ان نعمتوں کے بجائے صرف ذات میں صنم ہی رہنا منظور ہے۔ واقعی خواجہ حاکمی کے ارشاد کے مطابق یہ فراخ حوصلگی اور شرافت نفس کا اظہار ہے اور اسے انسان کی بندگی و عبودیت کا بھی ایک کرشمہ سمجھنا چاہیے کہ جو کچھ مل گیا، اگرچہ اس پر قناعت کی کوئی وجہ نہ تھی، لیکن عطا کرنے والے سے تکرار کو عبودیت کے منافی سمجھا اور شرم کے مارے چُپ رہا۔

۲۔ مَشرَح : تیرے شیدائی تیری تلاش میں نکلے، لیکن دو دو چار چار سلوک و معرفت کی منزلوں میں تھک تھک کر ٹھرتے گئے۔ تو ہی فرما کہ تیرا پتا نہ ملے تو یہ بے بس اور بے چارہ لوگ کیا کریں؟

مطلب یہ ہے کہ سلوک و معرفت کی کتنی ہی منزلیں طے کر لی جائیں، لیکن انسان کے لیے حقیقت تک پہنچنا مشکل ہے۔ جسے دیکھو سفر سے چور ہو کر کسی نہ کسی منزل پر رُک گیا ہے، آگے قدم بڑھانے کی ہمت نہیں رہی۔

۳۔ لُغَات - ہوا خواہ : خیر خواہ، ہمدرد، غمگسار۔

مَشرَح : کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ اہل بزم کے دل میں شمع کی خیر خواہی، ہمدردی اور غمگساری کا کوئی جذبہ موجود نہیں؟ یہ غلط ہے۔ مصیبت یہ ہے کہ جب غم ہی جان گھلا دینے والا ہو تو بیچارے غمخواروں کے بس میں کیا رہ جاتا ہے؟

محفل کا جوار ہنا صرف شمع کے روشن رہنے پر موقوف ہے۔ شمع نہ ہو تو محفل جم ہی نہیں سکتی۔ اس صورت میں کون کہہ سکتا ہے کہ اہل محفل شمع کے ہمدرد نہیں؟ لیکن اس کے لیے قدرت نے غم کا ایسا سوز مقدّر کر دیا ہے، جو اس کی روشنی کا لازمہ ہے۔